U100964.   12-12-09.

Title - TAUFEE SUKHAN

reator - Kalb Ali Khan

Publisher - Taj Al Matabaa (Rampur).

Date - 1296 H

Pages - 88.

Subjects - Urdu Shayari - Dawaween.

خلق الانسان علمه البیان

لله الحمد والمنه که این کارنامه اهل فن مسمی به

جناب جلال مآب نواب کلب علیخان صاحب بهادر فرزند دلپذیر ...

بدار الریاست مصطفی آباد عرف ... المفاسد و الشرور

در مطبع تاج المطابع ... طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لازم ہی ذکر آئیہ پھر ہو خدا — بندہ خدا خدا سی پہنچتا ہی تا خدا

شافی اوسی کی ذات مقدس ہی و حکیم — وجہ شفا ہر ایک مرض کی دوا خدا

رحمت سی اوسکی پار ہی بیڑا جہان کا — کشتی جو ڈوبتی ہی وہ اوسکا ہی ناخدا

کہتا ہی خود کہ مین گِر نبی نحن قریب — کیونکر ہو اوس سی دور جو ہی دربا خدا

کونسی جگہ ہی کہ اوسکی جگہ نہین — ہم ہین جدا خدا سی نہ ہمسی جدا خدا

دانتو نسی موتی ہونگی ہی تسبیح تیری پاس ہر وقت اے زبان کیا کر خدا خدا

نواب کیون نہ عفو کی امید ہو ہمین
شافع رسول حاکم روزِ جزا خدا

کیون دلمین مری ولولۂ طوفِ حرم تھا
گھر سی مری بتخانہ بھی تو چار قدم تھا

ہنس ہنس کی مجھی چھیڑتی تھی ذکرِ عدو پر
اندازِ تلطف مین بھی درپردہ ستم تھا

میری ہی مقدر مین جو لکھا غمِ فرقت
ای کاتبِ تقدیر یہ کیا سہوِ قلم تھا

تھی ہجر کی شب بھی تو زمانہ مین الٰہی
کیا وصل کی دن ہی کی لیی ملکِ عدم تھا

احوالِ مصیبت مین بھلا خاک سناتا
اوس حشر مین جو لمحۂ فرقت سی بھی کم تھا

ہو خاک مین آغشتہ در دیر پر اوی
وہ سر کہ جو سجدی کی لیی کعبی مین خم تھا

کیون جلوہ دکھایا نہ کسینی دمِ آخر
گو نزع کی حالت تھی پر آنکھون مین تو دم تھا

جو چاہتی تھی کبھی مین سب کہتی تھی لیکن
لب پر مری لبیک کی جا نامِ صنم تھا

اقرار وہ لیتی تھی کہ تم زہر نہ کھانا
کھانا مجھی اوسوقت قسم کا بھی تو سم تھا

کیون نعمتِ عیشِ ابدی اوسکو عطا کی
اسد ازل ہی سی جو خوکردۂ غم تھا

حسرت تھی قلم بھی تو اوٹھانی نہ پایا کہ
نواب اسی منہ پر تمہین دعوای قلم تھا

سنا ہی آج وہان قتل بیحساب ہوا
اگر یہ سچ ہی تو اوسکو بڑا ثواب ہوا

وہ نازنین جو دمِ وصل بی نقاب ہوا
تو کس مزیسی مجھی ہای اضطراب ہوا

کچھ ایسی لطف سی دی جان مینی فرقت مین
کہ موت کو بھی مری روح سی حجاب ہوا

عوض مین روزِ جزا ایک بھی خرابی ہی
شبِ فراقِ صنم کا عبث حساب ہوا

عجیب سیر دکھائینگی تمکو مقتل مین
جو زیرِ تیغ ہمین کچھ بھی اضطراب ہوا

سوال کرتی ہو ہر بات کا عبث اوس سی
جو بات بات مین سو بار لاجواب ہوا

ابھی تو ناز بہت ہی عدو کو طالع پر
مزہ چکھائینگی گر کوئی انقلاب ہوا

ہجومِ رشک سی محشر مین ہی جاونگا
گناہ عشق ہی گر غیر پر عذاب ہوا

تم اوسکی بزم مین جاتی تو ہو مگر نواب
کروگی کیا جو وہان دلکو اضطراب ہوا

عبث افسوس ہی اسکا ہوی ہین کیون یہان پیدا
یہی ہوتی مصیبت ہای ہم ہوتی جہان پیدا

کسی صورت چھپی تو شکل چرخ فتنہ گر یا رب
دھوین سی آہ کی ہوجای سوان آسمان پیدا

بناکر شکل تیری صانع ایجاد کہتا تہا
کبہی ہوگا اسی سی فتنۂ آخر زمان پیدا

جو حسرت قسمین بہی دیکہلی تجہسی ستمگر کو
نہین ممکن نہو منہ سی صدای الامان پیدا

پتا ملتا اثر کا گر کہین تو ڈہونڈہی لیتی
کیا ہی کچہ نہین معلوم خلاق

بمجبوری مکدر ہم رہینگی عمر بہر تمسی
صفای دل سی ہونگی ورنہ

شرف سر ہوڑ نیکا پہر نہ ملتا تیری وحشی کو
اگر ہوتا نہ اس عالم مین تیرا آ

قضا نی بعد مدت کی بہا پہچان کر مجہکو
وہی ہی یہ ازل مین جو ہوا تہا نیمجان

نہایت قدر کرتا تو بہی ظالم میری نالونکی
کہ مینی جان دی کی ہی یہ طرز فغان پیدا

مری دلسوزیونکا اوس صنم کو جب یقین آیا
کہ ہوتا سانس لینی مین بہی سینی سی دہوان پیدا

ادا ہوتا نہ حق نالہ و فریاد گر ہوتی
تمام اعضا مین میری نغمہ خوانونکی زبان پیدا

ذرا سا صبر بھی اللہ اس دلکو دیا ہوتا
کیا تھا تونی دنیا مین اگر جو تاب پیدا

سوال کرنا دعوی مہر و وفا نواب اوس بت کو
کہین ایسا نہو ہو جای ذوق امتحان پیدا

ا[illegible] حسرت سی مرا دامن جو تر ہونی لگا
وہ تو کیا غیرونکی دل مین بھی اثر ہونی لگا

ہجوم نالہ آہ سے زیر و زبر ہونی لگا
تب کسیکی دلمین بھی کچھ کچھ اثر ہونی لگا

چارہ گرنی ساری تدبیرین تو کین دل کی لیے
کیا کریگا گر کبھی دردِ جگر ہونی لگا

شام کو وصلتمین مغرب کی سفیدی دیکھکر
مین بھی سمجھا کہ آغازِ سحر ہونی لگا

آفرینش تو ہوتی میری دعا سی دیکھیے
دلمین اوسکی آہ دشمن سی اثر ہونی لگا

جان سی جاتی ہین تو قاصد ہماری جاتی ہین
ایسی باتون سی بھلا وہ کیون خبر ہونی لگا

اور سب کہتا تمکو بھی ہو بی زبانی بھر کی کوک | ذکر میرا ہر جگہ اب اسقدر ہونی لگا
ضعف کی ہاتہو نسی نالون پہ قیامت آگئی | ہای اوسکی دلمین جب کچہ کچہ اثر ہونی لگا

کوئی سمجہاتا بہلا نواب کو کیونکر کہ وہ
نام ہی کو تیری سنکر چشم تر ہونی لگا

چارہ گر کو مری عبث غم تھا | دلکی زخمون کو ہانہ مرہم تھا
حورین مرتی تھین شکلِ بسمل پر | تیری کشتی پر ایک عالم تھا
خلوتِ وصل نی نچہوڑا ہای | رشک جو مدتون سی ہمدم تھا
منہ چہپایا دمِ وصال عبث | دلکی لینی کو ناز کیا کم تھا
جی بہلتا ہی اب مصیبت مین | ابتدای فراق مین غم تھا

وقت سی پہلی مر گیا تجہپر | یون تو مرنا مرا مسلّم تھا

طالبِ عیش کیون ہو تو اب

تیری دم سی تو لطفِ ماتم تھا

ردیف بای موحده

درد و غم باعثِ تسکینِ دلِ زار ہین اب
پہلی دشمن جنہین سمجہی تھی وہی یار ہین اب

بار تھا پہول اوٹھانا بھی نزاکت سی جنہین
وہی تلوار لیی قتل کو تیار ہین اب

عشق کی ہاتھ سی اول ہی جو ہوتی تھی وہ شوق
میری احباب بھلا کیون ہمی غمخوار ہین اب

وصل کا وعدہ ہی مجہسی تو قیامت کی دن
اور دشمن سی ملاقات کی اقرار ہین اب

جب نہ ہوگا کوئی تب مان ہی لوگی کہنا
گو تمہین مصلحتاً سیکڑون انکار ہین اب

مرضِ عشق میں اتنا نہ ستاؤ کہو ہو — ہم بھی دکھتی کوئی کہدینگی کہ ناچار ہیں اب

ہای جن نازسی دیوانہ کیا تھا مجھکو — پھر اوسی طرز سی وہ مائلِ رفتار ہیں اب

لیلو یہ بھی الزام تم اسدم نواب

دم نہ مارو کہ وہ آمادہ آزار ہیں اب

ردیف بای فارسی

بزم میں آئینہ بنجاینگی ہم حیرت سی آپ — کیا عجب آغوش میں آجائیں اس صورت سی آپ

رشک ہوگا راحت اوسکی حشر تک تڑپا ینگی — جسکو ملجائینگی تمہارات کو قسمت سی آپ

نامرادی ہی نمانی کی یہان چھائی ہوئی — فاتحہ پڑہیی ذراہٹ کر مری تربت سی آپ

حسن سادہ کی بھی جلوی قتل کو کچھ کم نتھی — وصل کی شب کسلیی آئی ہین اس زینت سی آپ

ہین کچھ آئینہ نہین ہون حسین کچھ آپ ہی سے — دیکھتی ہین مجھکو ناحق ہر گھڑی حیرت سے آپ

تا سحر بیخود رہون گر دمین یا نہین ڈالکر — پھر نہین جانون گر نکل بھاگین کہین حکمت سے آپ

پائینگے حضرت نواب بیشک عمر نوح

بچ گئی گر آج کی شب صدمۂ فرقت سے آپ

ردیف تای قرشت

ہون تمسی غیر سی تو اشارے تمام رات — تڑپا کرون مین رشک کی مارے تمام رات

آیا نظر نہ اخترِ بد غیر کا کبھی — ہر چند ہم گنا کیے تارے تمام رات

اوس صبح کو نہ اہلِ طرب تم برا کہو — جیتا رہا ہون جسکی سہارے تمام رات

ہم صرف اک نگاہ مین جی سے گذر گئی — کیا ہو جو ہون نصیب نظارے تمام رات

اتنا اثر تو رونی مین آیا کہ تا سحر | دیکھا کیی وہ منہ کو ہماری تمام رات

ہی عین وصال عدو سی جدا کری | مشاطہ بال اونکی سنواری تمام رات

وہ میری گھر مین آئی اب انکو کہان قرار | گردش ہی مین رہینگی ستاری تمام رات

تم خواب ناز مین ہی پر شوق دل سی ہم | صدقی ہوا کیی ہین تمہاری تمام رات

ارمان دلکی دل ہی مین نواب رہ گئی
گھونگھٹ اوٹھانہ شرم کی ماری تمام رات

ردیف تای ہندی

روز کہتی ہین وہ مجھسی تری یاد ہی جھوٹ | یہ اگر سچ ہی تو پھر اونکی بھی بیداد ہی جھوٹ

سب غلط تو ہی سہی ہم ہین ولیکن | عشق عشاق بھی ای صانع ایجاد ہی جھوٹ

مکر کرتا تو نہ دیتا کبھی جانِ شیرین ۔ کس طرح مانون بھلا دعوی ہا دہی جھوٹ

راست گوئی ہو جو کچھ بھی تو ذرا ہو تسکین ۔ دل مضطر کو مری خنجرِ جلاد ہی جھوٹ

جھوٹ وہ بولین تو پھر تم بھی نہ چوکو نواب

کچھ برا ہی کہو گر تمکو نہین یاد ہی جھوٹ

ردیف ثای مثلثہ

کیون وہ بگڑی ہین ہمسی کیا باعث ۔ عمر گذری نہ کچھ کھلا باعث

یون بتائینگی وہ نہ وجہ ملال ۔ باتون باتون مین پوچھنا باعث

دلربائی کی اور ہین اسباب ۔ نہین تنہا یہی ادا باعث

پوچھتی ہین کہ مرتی ہو تم کیون ۔ اب بتاؤ بتائین کیا باعث

آتین کیا کیا بلائین گر ہوتا	وصلِ جانان عذاب کا باعث
سب سی تاویلِ رنج کرتی تھی	مینی پوچھا تو کچھ نتھا باعث
ہم نہ سمجھی تھی یہ کہ ہوگا وصل	جسم و جانکی فراق کا باعث
مار ڈالا تمھاری رنجش نی	ورنہ مین تمسی پوچھتا باعث
شرم آتی نہین ہے پوچھتی ہو	میری چاہت کی برملا باعث
پوچھتا ہے جو کوئی وجہ جفا	مجھسی کہتے ہین تو بتا باعث
تجکو میری قسم بتا مجکو	میری نواب رنج کا باعث

ردیف جیم تازی

دیتا ہون تجھی صبح خدا کی مین قسم آج	وصلت کی ہی شب جا طرفِ ملکِ عدم آج

اقرارِ ملاقات یہ کل کسنی کیا تھا	جو موت کی آنیسی بھی نکلا نھین دم آج
تھمتا ہی وہ جوش نہ ٹھہرتی ہی شبِ وصل	ای دیدۂ خونابہ فشان تو بھی نہ تھم آج
کیا ظلم ہی کیا قہر کہ جو کل تھی عدو پر	مجھ پر بھی ہین اب وہی لطف و کرم آج
کوتاہیِ شب خانۂ جانان مین نہ جانا	ہین وصل کی سامان وہان جاتی ہین ہم آج
اس ضعف کی آزار سی پھر دیکھیی کیا ہو	پھر لین تری کوچی مین بھی دو چار قدم آج
وعدی کیی گو حشر مین ملنی کی کسینی	کیا کیجیی ہمکو تو جدائی کی ہین غم آج
آخر تو قیامت مین تری شکوی کرینگی	پھر کاہیکو ہو جای کوئی طرزِ ستم آج

اندیشہ ہی باتون سی تمھاری ہین عجب آج

کل شب کو بھی پوچھوگی جو ہی فکرِ صنم آج

ردیف جیم فارسی

ہجر مین اوسکی نہ ہرگز نالۂ شبگیر کھینچ
ہو سکی تو انتظارِ خوبیِ تقدیر کھینچ

دل مرا حاضر ہی کیون ہی اُس کاغذ کی تلاش
ای مصور اس ورق پر یار کی تصویر کھینچ

قید اونکی کسکو ملتی ہی مگر یہ ٹھہری ہی
ہر گھڑی کہتی ہین وہ دشمن سی تو زنجیر کھینچ

اضطرابِ دل کی پہلی فکر کرلی چارہگر
پھر جو چاہی تو جگر سی میری اوسکا تیر کھینچ

ذبح کی دم شور ہی نواب سر پر غیر کی
تو بھی آ اگر وجد مین اک نعرۂ تکبیر کھینچ

ردیف حای حطی

ہمسی بچی گی فرقتِ جانان مین کسطرح
آفت رہی گی گردشِ دوران مین کسطرح

قبر رقیب پر بھی تجھی ایسی ہی پھول تھی
رکھون ہین انکو ہای گریبان مین کسطرح

روز فراق یار تو جون تون گذر گیا
اوٹھین گی یہ قلق شب ہجران ہین کسطرح

آہین تو چپکی چپکی بھی کھینچ سکتی ہین مگر
نالی چھپاؤن سینہ سوزان ہین کسطرح

دیوانی تیری گو نہین خلد برین ہین خوش
پر دیکھنا کہ جاتی ہین زندان ہین کسطرح

یون تو ہزارون مرگئی پر ہم بھی دیکھ لین
آتی ہی موت تو غم پنہان ہین کسطرح

کل تک قدم کو کہتی تھی جو فرش ناز پر
جاتی ہین آج گور غریبان ہین کسطرح

ای خندہ وصال ذرا رحم دیکھ تو
رویا ہون پھوٹ پھوٹ کی ہجران ہین کسطرح

اپنی خیال ہین بھی تو آتی نہین ہین ہم
نواب آئین جسا [illegible] کسطرح

ردیف خای معجمہ

سیب ذقن ثمر ہی تو گیسو ثمر کی شاخ
لب ہین اگر شکر تو گلا نیشکر کی شاخ

کوتاہی وصال ہی مرنیکو تخم تھی
گردون نی ایک اور لگا دی سحر کی شاخ

جلوہ نسیم کی گر نہین کرتی ہی وجد تو
کیون جہومتی ہی باغ مین ایک ایک شجر کی شاخ

یون دوڑتی ہین تیر اوسکی دل و جگر
جیسی ہوا سی جاہی اودہر کو ادہر کی شاخ

لخت جگر کی بنتی ہین زنجیر رات دن
انکو بہی آپ سمجہی کسی جانور کی شاخ

آنکہین ملین جو پاون پر اوس سحر حسن کی
دریا سی ملگئی مری مژگان تر کی شاخ

نواب مضمون کو تواضع پسند ہی
جہک جاتی ہی جبہی شجر بارور کی شاخ

ردیف دال مہملہ

بچھائی دام کی جا زلف پر شکن صیاد
ذرا تو سوچ یہ ہین کونسی چلن صیاد

ذرا مین دیکھ لون حسرت سے ہمصفیر و نکو
ابھی نہ کھینچ خدا کی لیی رسن صیاد

یہان بھی لطف گلستان کی ملگئی مجکو
قفس مین یاد ہو پھر کسلیی وطن صیاد

بجھا نہ آتش دل لکو کہ ایک مدت مین
بھڑک کی آج جلایا ہی تن بدن صیاد

ہین وہ نصیب ہمین کہ آجاؤن تیر ہونگی مین
مجھی بھی یاد ہین لاکھون ہی مکر و فن صیاد

کیا ہی ذبح جو گنج چمن مین تو ہرگز
شہید ناز کو دینا نہ تو کفن صیاد

کچہ اس مزی کی اسیری ہی ہمکو گلشن مین
نہ ہو لین گی کبھی ہم خلد مین چمن صیاد

قرار و صبر بھی لوٹا ہی بعد اسیری کی
بنا ہی میری لیی ہای راہزن صیاد

پھاک پھک کی زمانیکو پھونکدون نواب
اگر بنای مجھی شمع انجمن جیسا

ردیف دال ہندی

دلسوز پر گھمنڈ نہ غمخوار پر گھمنڈ
ہمکو تو ہے فقط غمِ دلدار پر گھمنڈ

بس بس خدا کی واسطی اتنا نہ چھیڑیی
یہ بات کونسی ہی کہ انکار پر گھمنڈ

پتھرا گئین جو نزع مین آنکھین تو بولی وہ
تھا آپکو بھی دیدۂ خونبار پر گھمنڈ

یہ بھی نیا ستم ہے کہ اب بات بات مین
ہوتا ہی اونکو الفتِ اغیار پر گھمنڈ

نواب ایکی زخم تو ہین عشق کی نشان
وحشت مین کیون نہو خلشِ خار پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

سادہ دنیا مین نہین میری قلم سی کاغذ
غیر کی لکھنی کو منگواؤ عدم سی کاغذ

خط پہنچنی کی ہی تعجیل بہت ڈرتا ہون
چھوٹ جائی نہین دست قلم سی کاغذ

عہد الفت کی رقم ہوتی ہین و غیرون سی تو
آدمی بھیج کی منگواتی ہین ہم سی کاغذ

روح خط کا نہ کری ہای کہین استقبال
نامہ بر پھینک دی دو چار قدم سی کاغذ

جب قلم مینی اٹھایا کہ تجھی خط لکھون
بھر گیا دم مین شکایات ستم سی کاغذ

نامہ جب غیر کو قاصد وہ رقم کرتا تھا
تو نی کیون لی نہ لیا دست صنم سی کاغذ

صبح کل تو نہین نواب تو پھر کیون ہر روز
آتی ہین پاس تری دیر و حرم سی کاغذ

ردیف رای مہملہ

ضعفِ دل دونا ہوا ہی مجکو بیکل دیکھکر
تم بھی سلجھانا ذرا زلفِ مسلسل دیکھکر

شکل تیری اور محشر کو کیا یاد آگئی
پوچھتا ہی حال میرا سب سے اول دیکھکر

روح بھی نکلی ادھر سی تو مجھی یاد آگیا
وہ تڑپنی کا مزہ میدانِ مقتل دیکھکر

تیرہ روزی مین نہ لیتا خشترت روزِ ازل
یہ فقط لی ہی تری آنکھون مین کاجل دیکھکر

پیچ کچھ بھی تو نہ تھا تقدیر مین میری مگر
یہ بھی مین نی لیا اوس زلف کا بل دیکھکر

چھپ گیا تقدیر کا لکھا تو پھر کیا ہو گیا
کیون بگڑتی ہو جبین پر میری صندل دیکھکر

کم سنی کی لذتین کیا کیا مجھی یاد آگئین
اوس پریوش کی گلی مین آئی ہیکل دیکھکر

توبہ کی تھی مینی واعظ ٹوٹتی ہی بن پڑی
دست ساقی مین اداسی کی بوتل دیکھکر

میری آنکھون نی لگا دی زور رونکی جھڑی
ہجر کی شب چرخ پر گھنگھور بادل دیکھ کر

آج وہ آئی ہین میری گھر مین سپی کی لیی
جو گئی تھی تیری محفل مین مجھی کل دیکھ کر

دست لاغر نہ تھین میرا جو سہجائی کمر
ڈالی شانی پر اپنی آپ آنچل دیکھ کر

مختصر پیغام پر بگڑی ہین گو وہ نامہ
ہنس ہی دینگی پر مرا احوال مفصل دیکھ کر

کیا ڈریگا فتنۂ روز جزا سی وہ بھلا
جو نہ گھبرایا تری محفل مین ہلچل دیکھ کر

مر کی ہمنی تو کیا سب ہجر کا قصہ تمام
وہ کہین کیا دیکھین اس ہجر کی تفصیل دیکھ کر

دیکھ ای واعظ نہ کرنا آج تعریف بہشت
آئی ہین جوش جنون مین ہم بھی جنگل دیکھ کر

نالۂ عشاق پر احسان ہی نواب کا
آہ کی بجلی اوسی نی شکل مقتل دیکھ کر

آرزو ہی تہ خنجر بھی بسمل ہو کر
کاش یہ بھی مری پہلو مین دل ہو کر

ایسی غمزوں سی کہین خون مرا چھپتا ہے
منہ چھپاتی ہو عبث ناز سی قاتل ہو کر

رات کا حال جو کچھ چھیڑ کی پوچھا مینے
منہ بنانی لگی وہ شرم سی قایل ہو کر

گردش چرخ پر افسوس بھی آتا ہے
کہ رہی تیری ادا فہمین نہ شامل ہو کر

تا ابد کیون نہ تڑپتی رہین ہم مقتل مین
حیف ممنون قضا ہون تری بسمل ہو کر

ہمتو قائل ہین تری آینی کی ہمت کے
آنکھ تجھسی یہ لڑاتا ہے مقابل ہو کر

حسرت اوس عاشق مایوس کی ہی قابل دید
اوٹھ گیا ہو جو تری بزم مین شامل ہو کر

ہای کیا قہر ہے پوشیدہ ہین زلفو مین نہین
او بھری خسار تری بوسی کی قابل ہو کر

دہن یار نہین یہ جو عدم ہی مین رہے
کیا ہوا رنگ مری چہری ہی زایل ہو کر

آگیا ساری کمالون مین ہماری نقصان
ہمتو پچہتای بہت عشق مین کامل ہو کر

وہ ارادہ جو کری غیر کی گہر کا یارب
زلفین پاؤن مین اولجہ جاتین سلاسل ہو کر

نامہ بر کا نرہا نام بہی دنیا مین مگر
روز پہر آتی ہین ہم تا سر منزل ہو کر

نہوا فرقت جانان مین مرا کام تمام
رہ گئی ہای بلا آج بہی نازل ہو کر

کچہ عجب رنگ ہی ویسی تمہاری اوقات
بزم سی اوٹہتی ہو کیون رونق محفل ہو کر

ردیف رای ہندی

چہیڑ نشتر کی ہی گو پاؤن کو ہر خار کی چہیڑ
بڑہ گئی ہی دل کو مری پژمردہ یاری کی چہیڑ

تیری دیکہ تو ہی سہل سی اک بات ولی
خاک مین مجہکو ملادی گی یہ بیباکی چہیڑ

ہائی مین مر گیا وصل مین جب اوسنی کہا
نیند آئی ہی حکایت کوئی اغیار کی چھیڑ

بزم اعدا مین ہین سامان خوشی کی لیکن
چھیڑ نشتر کی ہی دل کو مری یار کی چھیڑ

منع کرتا ہی مجھی ہائی تری چاہت سی
دیکھ تو مجھسی یہ ناصح مری غمخوار کی چھیڑ

کہتی ہین جھوٹ کہ وہ تا سحر یاد مین آئی
یہ نئی طرز کی ہی شمع مین اغیار کی چھیڑ

ہو گئی خاک مگر اوسکو ابھی تک ہی عتاب
ہی وہی رنجش بیجا وہی ہر بار کی چھیڑ

ردیف زای معجمہ

نہین آئی ہین ادھر صبر کی انداز ہنوز
اور ادھر ہین وہی ظلم اور وہی ناز ہنوز

قدر کیا ہونی کی تجھکو کہ تری کانون تک
خندۂ گل کی ابھی پہنچی نہین آواز ہنوز

بدگماں کیوں ہے رقیبوں سے تباخیر تو ہے
نہیں نکلی ہیں مرے دل سے ترے ناز ہنوز

مر گئے سیکڑوں زن نہ ہوا کوئی نگے
وہی مشہور ہیں اون ہونٹھوں کی اعجاز ہنوز

چہچہے بلبلِ سدرہ کی بھی سن آیا ہوں
پھر بھی باقی ہے مجھے حسرتِ پرواز ہنوز

وہ تو آئے ہیں تماشے کو مری ماتم میں
کیوں عبث روتی ہیں بیٹھے ہیں مری دمساز ہنوز

ناز کاشانۂ آباد پہ تھا اونکو آتش
نہیں دیکھا ہے کبھی خانہ برانداز ہنوز

ردیف سین مہملہ

افسوس بیٹھیں غیر تو زانو دبا کے پاس
ہمسے یہ ضد کہ ہم کبھی بیٹھیں نہ آکے پاس

مجھسے ستم ظریفیِ اغیار دیکھنا
ہنگامِ نزع اوسکو بٹھایا ہے لاکے پاس

ناکامیاں ہماری بھی پہنچین کی عرش تک
آیا اثر کبھی جو کسی کی دعا کی پاس

کس بات کی امید مین دی جان کوئی ہای
جز جور اور کیا ہی کسی بیوفا کی پاس

گر زندگی مین دور ہین عاشق تو کیا ہوا
مر کر پہنچ ہی جاینگی آخر خدا کی پاس

بلبل کی نالی کون سنیگا کہ آج کل
محفل مین شمع کی ہی اوسی سنگا کی پاس

اسوقت تو نصیب ہو دشمن کو بیخودی
آئی ہین یار سی وہ بہشت ارم کہا کی پاس

چوٹی کی بو تو بیٹھی ہی سب مین غش سونگھ لی
باقی رہا ہی خاک چمن مین صبا کی پاس

معلوم ہی مجھی کو وہ نواب کیا کہون
جاتا ہون جس امید سی اپنی خدا کی پاس

ردیف شین معجمہ

نہین کچہ مری ہی زمانی کی خواہش — کہ تمکو رہی آزمانی کی خواہش

مجہی کو تو وحشی بنانا ادا ہی — مجہی سی ہی پہر بزم مین آنیکی خواہش

نہوتی کسیکو تو جہگڑا نہوتا — ستمگارون سی دل لگانی کی خواہش

نہ بیٹہینگی ہم چین سی ایک دم بہی — جو تمکو ہی وحشی بنانی کی خواہش

چہپی ہین وہ مجہسی تو نواب شاید
ہوئی ہوگی پہر دل مین آنیکی خواہش

ردیف صاد مہملہ

روبرو ہر کس و ناکس کی یہ فریاد ہی خاص — کہ تری لطف و کرم عام ہین بیداد ہی خاص

عید رہتی ہی جو قربانی عشاق کی بعد — وہی سفاک ہے جسکا یہ ایجاد ہی خاص

اپنی چاہت کی ہین سعی رنگ تمہین ہی یہ خیال | عشق شیرین کی لیئی نالہ فرہاد ہی خاص
سعی مشاطہ کی پروا نہین اصلا تجکو | تیری ہر عضو مین اک حسن خداداد ہی خاص

سب تو ہین مورد الطاف فقط ای نواب
ایک میری ہی لیئی خنجر جلاد ہی خاص

ردیف ضاد معجمہ

پہلی تہا صرف اک ہستی بی نا بہ پر اعتراض | ابتو ہوتی ہین ہزارون ہر خبر پر اعتراض
طعنہ زن ہوتی ہین ناحق آپ میری ضعف پر | کیجیی پہلی ذرا اپنی کمر پر اعتراض
ای شب محشر نہ اترا جا یہان سی دور ہو | یاد ہین مجکو بہت تیری سحر پر اعتراض
قابل تحسین ہی گو آفاق مین ماتم مرا | پر وہان ہوتی ہین میری نوحہ گر پر اعتراض

اب وہی ڈرتی ہین منہ پر اپنی ڈہر کر اشکاین | جو کیا کرتی تہی میری چشم پر اعتراض
یہ نہین وہ لعل جسکو کہ سکو چہپا ہوا | ہمتو جب جانین کرو لخت جگر پر اعتراض

ہی خدا ہی کو دعا وصل بتان کی ناشکیبا
لوگ ناحق کرتی ہین نواب اثر پر اعتراض

ردیف طای مہملہ

آج بدلی بیقراری کی بڑی مشکل سی شرط | تم ہی دل کی ہو اگر ہم ہار جائین کسی شرط
کس طرح جیتا رہی بیموت جب ایسی | ہو چکی ہو روز اول ہی تری بسمل سی شرط
پہونک دینگی آہ سوزان سی لوگونکو وقت شش | تمتو کیا ہمنی لگائی ہی بہی محفل سی شرط
بوسہ لیکر تا عدم پہر دیکہنا پہر کر نہ تو | دیتی ہین انعام جب کرتی ہین سائل سی شرط

مرکی بازی لگئی الفت کی تو نواب کہا
دیکہنا جیتین کی جیتی جی ہم اوس قاتل سی شرط

ردیف طاء معجمہ

پہلی تو بڑی ہوتی تہی تحریر کی الفاظ
تقریر مین بہی اب نہین توقیر کی الفاظ

تقدیر مدد کر کہ بڑی فکر سی بنی
لکہی ہین خط شوق مین تاثیر کی الفاظ

دیکہین مری آوارگیِ بخت تو ہو جاتین
معنی سے جداو قر تقدیر کی الفاظ

مضمون عنایت کی سزاوار تو ہین اور
پر میری لیے خاص ہین تخمیر کی الفاظ

ایسی لکہو اس ڈہب سے اوسی نامہ کہ نواب
جادو کی جو معنی ہون تو تسخیر کی الفاظ

ردیف عین مہملہ

مجکو دیتی ہین عبث آنسی اوسکی اطلاع
ہو چکی ہی اضطرابِ دل سی پہلی اطلاع

کیا ازل مین سیر ہوتی گر کہین ہوتی مجھی
پیشِ حق ناکامیِ بختِ زبون سی اطلاع

بی خبر موت آگئی فرقت مین اسکا کیا گلہ
جانتی اول سی ہم تو تمکو دیتی اطلاع

روک لیتی ہین یہ کہکر مجکو دربان اوسکی ہائی
باریابی ہوگی جبھی پہلی ہولی اطلاع

کیون نہ آئی موت جسدم روک کر مجکو گیا
بی تامل مدعی گھر مین تری بیجا اطلاع

گر نہین در پر کوئی تو جان شیرین بڑھ کی تو
مقدم نواب کی اوسکو ذرا دی اطلاع

ردیف غین معجمہ

ہی یہ دماغ کسکو جو دیکھی فضای باغ
داغِ الم ہین سینی پر اپنی بجای باغ

کس کا خرام ناز نظر آگیا کہ آج
مستانہ جھومتی ہی روش پر ہوای باغ

سیرِ بہار دیکھون نہ ان کو جو کیا
صرصر سی بڑھ کی ہی مری آنکھو ہوای باغ

وہ گلبدن چمن مین اگر آئی ناز سی
کیونکر نہ عندلیب ہو ہر دم فدای باغ

بلبل ہون بوستان جہان کا ...
دیکھون نہ خواب مین تاثیر کی الفاظ

گلچین کی ظلم سی نہ گل ...
یہ سب مری نظر مین تقدیر کی الفاظ

کس شوق سی جلا مین مری گل کی ...
طاؤس وار ہوتی جو نواب پای باغ

ردیف فا

مائل ہوئی ہی طبع جو آزار کیطرف
ہین خوش ہون جاؤ سو قسمی اغیار کیطرف

رو رو کی ہمسی کہتی ہین اپنی مصیبتین
ہنس ہنس کی دیکھتی ہین وہ دیوار کیطرف

رنجش ہوئی ہی غیر سی ایکاش اسگھڑی
ہو جای حق بھی میسری ستمگار کیطرف

فرصت ملی نہ رنج سی اکدم کبھی ہمین
کس کس مزی سی دیکھتی دلدار کیطرف

روک لیتی ہین لحاظ نہ اللہ بھی سنی
گر دیکھ لی نہ تیری گنہگار کیطرف

کیون نہ آئی موت کا پیغام کی پر جای ہو
بیٹھین گی ہم بھی بزم مین اغیار کیطرف

جسوقت دیکھتی ہین مجھی دیکھ لیتی ہین
ناحق بھی اک ادا سی وہ دوچار کیطرف

بھر دی اوسی کی دلمین خدا ہشت مصیبتین
جاتی ہین آج وہ مری غمخوار کیطرف

نواب یون ہی داور محشر کو دیکھنا

دیکھا ہی جیسی یاس سی اغیار کیطرف

ردیف قاف

فاتحی کو ہمرہ غیر اوسکو لی آئی رفیق
ہای میری قبر سی بھی کچھ نہ شرمائی رفیق

شورش دل کی بھی پھر تدبیر کچھ ہو جائیگی
پھلی اس حبیب درین کو تو سلوائی رفیق

تم اشاری کرتی ہو ناحق کہ سمجھاؤ اسی
ہین سمجھ ہی جاؤنگا پر ہمکو سمجھائی رفیق

میری گھر مین تو مصیبت پڑ رہی افسوس ہی
تیری در پر مجکو لیجا کر نہ پچتائی رفیق

پڑھتی ہین یسین در وا ریسی مجکو دیکھکر
خوب غمخواری کو میری اس گھڑی آئی رفیق

آج کیون بیٹھی ہین یار بشام سی در پر مری
سب عزیز و اقربا غمخوار ہمسائی رفیق

مانع دیدار جانان ہو یہ ہو سکتا نہین
کیسی باتین ہین یہ پھلی منہ تو ہو ائی رفیق

چاک دامن کو مری کیا لاکھہ سلوائی رفیق	وحشت دل ہی سلامت تو نہیں پروا کچھ

رحم کی قابل ہی یہ خواب تیری بیکسی
مدعی بھی دیکھہ لی تجکو تو بنجائی رفیق

ردیف کاف عربی

بھولی ہو اپنی چالونمین طرز خرام تک	کہتی ہو آج تم نہیں بچنی کی شام تک
دیکھی نہیں ہی مینی تو فرقت کی شام تک	یارب شب فراق بسر ہوگی کسطرح
لینی نپای ہای مرا انتقام تک	اعدا کی جور دیکھکی احباب مرگئی
آیا زبان پر نہ کسیکا بھی نام تک	قاصد کی آگی رشک سی خاموش رہ گیا
ٹھہری رہینگی وہ جو کبھی اذن عام تک	کسکا جنازہ رشک سی پہنچا جاہی کہان

شکوی نہ سننی کی ہی تغافل سی بھی وہان
اٹکا ہی دم یہان گلہ ناتمام تک

کیا خاک نکلی شکل ملاقات کی بھلا
اب تو ہی اونسی ترک سلام و پیام تک

واعظ ترا اسلام بھی کہدینگی حور سی
جا نکلی گر کبھی تری دار السلام تک

ائی وہ کسطرح سر بالین جو بارہا
رویا مین بھی پھر انہو دو چار گام تک

ہمدم غم فراق کی ہاتہو نسی ہم اگر
تا صبح بچگئی تو بچین گی نہ شام تک

ملک عدم مین چین سی بیٹھینگی کس طرح
حسرت رہی گی یون ہی جو روز قیام تک

نواب بخت بد مین کہان پختہ کاریان
چہوڑا انہین ہی یاس نی سودای خام تک

ردیف کاف فارسی

پہلی اپنی دل کو تھی کیسی محبت کی اُمنگ
رہگئی حسرت ہی حسرت اب نہین کوئی اُمنگ

جانتی ہین ہمتو ہر خواہش کو بدتر موت سے
ہونگی ایسی بھی جنہین ہر بات کی ہوگی اُمنگ

ہونٹہ بھی ہلنی نپای اسکی رعب حسن سی
درد دل کہنی کی ہمکو ہای کیا کیا تھی اُمنگ

مدعی کو آرزوی وصل جانان ہی مگر
دو ہی باتو نمین دھری رہجای گی ساری اُمنگ

دل لگا لینی کو ای نواب تم سمجھی ہو سہل
ہوش مین بھی آو دیکھو یہ نہین اچھی اُمنگ

ردیف لام

جان آنکھو نمین ہی کرنا نہ کنار قاتل
کوئی دم اور بھی ہو جای نظارۂ قاتل

نہ اوٹھا تیغ کہ ہاتھون کو اذیت ہوگی
قتل کی واسطی کافی ہی اشارۂ قاتل

پی خونریزی عالم ہی کمر تیری ہان
اب عدم مین بھی نہین ہای گذارا قاتل

زندہ ہونیکی تمنا مین کرون خاک تو ہی
پھر بھی تکلیف کری تو جو گوارا قاتل

سخت جانی نی بہت تنگ کیا ہی دلکو
اب نہین تیری سوا کوئی سہارا قاتل

پوچھ لیتی ہین گنہگار کی حسرت دم قتل
سن لی کچھ میری تمنا بھی خدارا قاتل

یاس سی مرگئی بیموت ہزارون عاشق
تو نی کر اس نہ قتل سی سدھارا قاتل

اس سی ایذا ہی وہ ایذا سی چھڑا دینا ہی
لاکھ دلسی ہی مجھی اسلی پیارا قاتل

تو نی ہمسی بھی وفا دار کہین کی ہی کبھی
بیگنہ قتل ہوی دم بھی نہ مارا قاتل

خنجر یار مبارک ہو وہان اعدا کو
ناز معشوق یہان تو ہی ہمارا قاتل

نو عروسانہ جو ہی بزم نشین ای نواب

ہمنی پہچان لیا ہی وہ تمہارا قاتل

ردیف میم

کیون ڈرین طولِ شبِ فرقت سی ہم
دل لگا لین گی ہر اک آفت سی ہم

تم بھی تو دیکھو کہ اک مدت سی ہاے
دیکھتی ہین تمکو کس حسرت سی ہم

ہی بھلائی بخت دشمن ہین بھی پھر
کیون نکالین شکل بد قسمت سی ہم

قدر تمکو کچھ نہین اسکی مگر
ہوگئی مشہور اسی وحشت سی ہم

آئینہ وہ دیکھتی ہین دیکھیے
آپ ہین آتی ہین کس صورت سی ہم

ایسی وحشت تھی کہ روز حشر بھی
خاک اوڑاتی ہی اوٹھی تربت سی ہم

حسن اوسکا کام اپنا کر گیا
دیکھتی ہی رہ گئی حیرت سی ہم

اوہی عالم مین جای شورِ حشر | قبر مین سوتی ہین کس راحت سی ہم

تمسی وانا ہون پہنسین نواب حیف
ایکدن پوچہینگی یہ حضرت سی ہم

ہے شبِ وصل کیا کرتی ہو جس ناز سی تم | اتنی تو جاؤ کبہی دل مین بہی اوس انداز سی تم

قتل کرڈالی گی پہر نرگس جادو مجکو | ذبح کر دو گی اگر ہونٹہون کی اعجاز سی تم

پیشِ دشمن مری وہ نیچی ہوی چشم پر آب | آج تو کچہ نظر آتی مری ہمراز سی تم

جسطرح غیر کی گہر جاتی ہو شہنائی سی | کاش آتی مری دلمین اسی انداز سی تم

نہین تاثیر نہو نالون مین میری لیکن | [illegible] کر اٹہو گی کبہی تو مری آواز سی تم

آج پہر جسباقی ہو تم اوسکی گلی مین

گل تو آئی تھی وہانسی عجب انداز سی

ردیف نون

پہلی مجکو غمگسار کہان — ہین کہان اور کوئی یار کہان

چبھہ کی تلوی مین آنکہ آتی ہی — مڑہ کی پہنچی ہی نوک خار کہان

قتل اعدا کی بعد خجلت ہی — ہوتی ہو ہاتھ شرمسار کہان

چار دن اور دیکہ لی بلبل — پھر یہ آرایش بہار کہان

میری دلسی چہپا کی رکہا ہی — ایفلک تو نی اختیار کہان

تند خو ہی وہ ناسمجہ مانا — پر یہان تاب اختصار کہان

واعظا اچہی ہین شاہدان جنان — لیکن ایسی ستم شعار کہان

کوچۂ غیر اور ہین بس مرگ ۔ ڈھونڈھتی ہین مرا مزار کہان

آرزوی مشاطگی نواب

تم کہان اور زلف یار کہان

روٹھی ہین بگڑی ہین منہ پھیری ہین جو نہی بلائی ہین ۔ بعد مدت کی اس انداز سی وہ آئی ہین

کچھ جتائی جو محبت تو وہ بولی کیا خوب ۔ آپ بھی چاہ کی مجکو بہت اترائی ہین

ہای مین مر نہ گیا جب یہ سنا قاتل نی ۔ لاشی غیرونکی بڑی ہوم سی اٹھوائی ہین

کچھ عجب بانکپن ان گیسونکی ہین ظالم ۔ دل زمانی کی لیی پھر بھی تو بل کھائی ہین

غیر کی آگی ذرا جھوٹ ہی کہدی قاصد ۔ قصی کچھ اور بھی اوس شوخ نی فرمائی ہین

اپنی نادانیون پر ناصح نادان ہنس تو ۔ وہی دانا ہین جو اوس بزم مین گھبرائی ہین

آ چکی تھی مری آغوش مین ای وای نصیب
غیر کو دیکھ کی کس وقت وہ شرمائی ہین

بو بھی کسنی یہ لی رات کو گستاخی سی
پہول ایسی سی چوٹی کی جو کمہلائی ہین

خون سی اپنی لکہین نامہ کہ ممتاز رہی
سنتی ہین غیر نی بھی خط اوسی بھجوائی ہین

دسی الجھین گی ابھی دیکھتی ہی مشاطہ
تو نی بال اوسکی عبث صبح کو سلجھائی ہین

خواہش زیست ہی غیرونکو ادہر اور ادہر
اونی دس پانچ کفن آج بھی سلوائی ہین

ہمکو امید تاسف ہی عبث ای نواب
قتل کر کی کہین سفاک بھی پچتائی ہین

بلائین اونکی ملک صبح و شام لیتی ہین
بلائین تیری جو وقت خرام لیتی ہین

جگہ سوای عدم اب نہین ہی توبہ کو
کہ میکشی کو وہ ہاتھون مین جام لیتی ہین

نہ کہوں دلسی عزیزان لبونکو ہین کیونکہ
کہ مرتی دم بھی یہ تیرا ہی نام لیتی ہین

حسین ہوتی نہ دنیا مین تو نہ مرتی ہم
عبث رقیب سی سب انتقام لیتی ہین

ہزارون مرغ چمن نغمہ خوان ہین پر صیاد
مجھی کو دیکھکی ہاتھو مین دام لیتی ہین

پکارنا مجھی محشر مین یون ہی تو یارو
کہ وہ بھی پیار سی آدھا ہی نام لیتی ہین

شب فراق یہ کیا سوجھی ہی فرشتونکو
کہ آسمان کو گردش سی تھام لیتی ہین

عذاب ہو کہ ثواب ہمین خبر جو کچھ ہو
تمہاری ہاتھ سی ہم ابتو جام لیتی ہین

قیامت آتی سنا ہی کہ حشر مین نواب
جزای عشق مین دار السلام لیتی ہین

جا بینگی مقتلمین بھر جانفشانی ایکدن
بھول جانا ہمکو تو ہی حسب جانی ایکدن

ای خضر نازاں نہو نا ہمکو بھی ملجائیگی
مرتی مرتی یوں ہی عمر جاودانی ایکدن

اوسکو بھی اللہ کیا کیا ناز ہوگا عمر بھر
جسکی سن لیگی تو فی نوحہ خوانی ایکدن

ایک ہی شب مین تو اتنا مجھکو کر دیتا ہی شوق
چین لینی دیتی ہی کر ناتوانی ایکدن

وہم ایسی ہی بندھی گر عشق مین تو عمر بھر کیا
پہنچیگی کی انتک یہ بدگمانی ایکدن

وصل پر بیٹھی ہو کیا اترا کی سنگی دولی
رہیگی مہمان یہ ہی ہوا جوانی ایکدن

خیر ہی ابتک تو لیکن رنگ لائیگی ضرور
رفتہ رفتہ یہ تمہاری بدزبانی ایکدن

تنگ آکر جائیگی سوی عدم مشکل ہی
موت کی ہاتھو نسی میری زندگانی ایکدن

دل لگا بیٹھی ہین تو نسی یہ سمجھی ہم کہ ہای
آئیگی سر پہ بلای ناگہانی ایکدن

غمزہ قاتل سانی پہ جو آندہی ہی یہ ہاین
بی نشان ہو جائیگی دنیای فانی ایکدن

حالِ غم مجھسی تو ای نواب برسون کہہ چکی
اونکو بھی چل کر سنادو یہ کہانی ایکدن

روزِ اول ہی کیا موردِ بیداد ہمین — خوش نہ آئی یہ ادا صانعِ ایجاد ہمین
جس ستمگر کی لیی دسی بھلا یا سب کچھ — بھول کر بھی نکیا اوسنی کبھی یاد ہمین
ہنستی ہین ہمتو رقیبونکی جلانیکی لیی — طرفہ تر یہ ہی کہ وہ جانتی ہین شاد ہمین
ہم جو نچ رہتی مصیبت سی تو کیا ہوجاتا — کیون کیا چرخِ جفا پیشہ نی برباد ہمین
تا نہو دعویِ خون روزِ قیامت ہمکو — قتل کرتا ہی اداؤنسی وہ جلاد ہمین
خوگرِ عیشِ اسیری ہوی ہین مدت ہین — ابتو آزاد نکر ای ستم ایجاد ہمین
دیکھکر بزمِ عزا بعد مری کہتی ہین — نظر آتا ہی یہ گھر آج کچھ آباد ہمین

دام مین آئی ہین کیا جانیی کس ذوق سی ہم | کہ بہت دیکھ کی شرمندہ ہی صیاد ہمین

نہ سبب پوچھ ستم کا بخدا اى نواب
ویسی معیوب ہے ظالم تری فریاد ہمین

گھر بیٹھی آہ کچھ بھی امید اثر نہین | جا اوسکی دل ہی تک جو فلک پر گذر نہین
دنیا مین اپنو کوئی بھی ایسا بشر نہین | جو تیری غم مین ہاتھ سی تھامی جگر نہین
نسبت شب فراق سی روز جزا کو کیا | اوسکی تو شام ہی مگر اسکی سحر نہین
تہمت لگاؤن کسکو مین آشوب دہر کی | تیری سوا تو کوئی یہان فتنہ گر نہین
قاصد کو آتی دیکھکی شادی سی مر گئی | اس سی زیادہ اور ہمین کچھ خبر نہین
ناقص ہین ساری باتین ہماری ہین سو سہی | کیا چاہنا بھی آپ کو کوئی ہنر نہین

ذکر فراق سے مری شرماتی ہو عبث
زائد یہ وصل غیر سے تو شستہ تر نہین

انصاف تو ہی کر کہ بھلا ہین ایا کسی
کبتک یہ جھوٹ بولون کہ وہ اینچی نہین

شوقِ وصال یار سے خوش کیون نہو کہ آج
اصرار ہے ادھر بھی ہے جتنی ادھر نہین

ہر وقت روتی ہی رہین اسمین کچھ لطف ہے
فرصت غم فراق سے دلکو اگر نہین

ہے کیا سمجھ کی طعن مری جسم زار پر
تم بھی تو دل مین سوچو تمہاری کمر نہین

خوش ہوتی ہو رقیب کی فریاد سے عبث
آہین بھی سنتی ہو وہ کہ جنمین اثر نہین

نواب اوسکو روز جزا سے ڈراتے ہین
جس بت کے دلمین ہائے خدا کا بھی ڈر نہین

جبین گڑی ہے پہ تیری اتنی جوش حشمت مین
کہ اب باقی نہین ہے حرف تک بھی لوحِ قسمت مین

کیا ہی مبتلا کیون ہمکو رنج روزِ فرقت مین
سرورِ وصل بھی تو ہی الٰہی کی قدرت مین

تمنای وصال و حسرتِ دل شوق و بیتابی
ہوا ہی دفن کیا کچھ ساتھ میری میری تربت مین

کسیکو لذتین اس عشقبازی مین ملی ہونگی
محبت کر کی ہمتو پڑ گئی ہین ایک آفت مین

ہجوم آہ مین بھی دلسی وہی دو نگاہ رقیبونکو
خلل ڈالا ہی اپنی اوسنی پی کی خواب راحت مین

گریبان چاک ہوگا ہاتھ مین دامن کسی بت کا
تجھی ہدیہ ترا شکل اپنی دکھائیگی قیامت مین

نہ دینا دل کسیکو حشر تک کیسا ہی جی چاہی
بھرا تھا بس یہی مضمون میری ہر وصیت مین

تلافی ہو تو دفتر کھولدون شکوونکی ای ناصح
وہان تو اک مزہ ملتا ہی ظالم کو شکایت مین

عبث ہم کیا نواب ذکر اوسکی محفل کو
نہ تھی کمبخت کیا صحبت عدو کی ساری خلقت مین

ردیف واو

زمانہ بھر تو محو عیش و مستِ بادہ خواری ہی
جسی کوئی نہ پوچھی ہای وہ قسمت ہماری ہی

وفا کی ذکر سی ہوتا ہی صدمہ تمکو جو تو
مجھی اتنی جفاؤن سی نہ کیونکر بیقراری ہی

نہیں معلوم اسکی مصلحت کچھ بھی ہمین یارب
کہ ایسی سنگدل کی شکل ایسی پیاری پیاری ہی

نہ کہا نامہ اعمال مین شکرِ جفا مینی
کہین ایسا نہو اس سی بھی وسکو شرمساری ہی

رہون عیش خانہ مین بھی مین غمگین تا ابد ظالم
تری دلمین اگر کچھ بھی خیالِ غمگساری ہی

بھلا وہ درد کیونکر قابل اظہار ہو ناصح
کہ اپنی جان سی بھی دلکو جسکی رازداری ہی

سہی گا کون ٹہر کا ہجر کا گریون ہی آگی
جبھی آنا سرِ بالین کہ وقتِ دمشماری ہی

مین سینہ پیٹتا ہون تیغ وہ ہین دی نشتر اسی گن
مزہ جب ہی کہ دلسی بھی کچھ کچھ خون جاری ہی

سر محفل گلی ہین آج ای نواب حجاب جاتی ہین
کہ اوسکی روبرو بھی گل تھی صورت تمہاری ہو

پیکانِ یار غیر کی پہلو نشین نہو — دلمین نہو جو میری تو یا رب کہین نہو

باندہی ہی ٹکٹکی نظرِ شوق نی یہان — اونکو ہی شک کہ یہ نگہ واپسین نہو

وہ کہتی ہین کہ حسن ہمارا ہی بی نیاز — پروا انھین کسیکی محبت نہین نہو

الفت ہی مجہسی غیر سی نفرت بھی سہی — اتنا نہ بولو جھوٹ کہ دل کو یقین نہو

دنیا مین جنس مہر و وفا ڈھونڈھتی ہو کیا — دیکھو تو میری دل مین بھی شاید کہین نہو

کیا جانی لطف رونی رولانی کی وہ بھلا — جس آنکہ پر ازل سی کبھی آستین نہو

ہر بار پر تمہاری یہی فکر تھی مجھی — تمکو کہین رقیب نی دیکھا یہین نہو

۵۳

سیلاب اشک سی مری ہی جابجا خاک غم — ایسی کو تو نصیب کوئی سبزہ بن نہو
شاہد پرست یون تعجب نہ آئینگی اے خدا — جبتک کہ تیری گھر مین کئی نازنین نہو
آجای شاید اپنی بھی ڈھب پر یہ ظالم وہ — کیونکر کہین کہ گردش چرخ برین نہو

لب ہل رہی ہین غیر کی تو اب وقت قتل
کمبخت بڑہ کی سن تو کہین آفرین نہو

تجکو میری قسم نہ رو مجکو — روز مرجانی کی ہی خو مجکو
مرگیا مین تمہاری الفت مین — اب جو چاہو وہ تم کہو مجکو
کچہ تو ہی جو عدو سی بگڑی ہو — رشک کیونکر بہلا نہو مجکو
بہر تسکین زبان ہی دیدو — بوسی پہر چاہو دو نہ دو مجکو

بت بنی بیٹھے ہین وہ بزم مین آج
طعنی دیتی تہے رات جو مجکو

کیا کرون ای مسیح سوچ تو
مرض عشق گر نہو مجکو

جسکو نفرت ہی میری صورت سے
سامنی اوسکی لیچلا مجکو

اک نہ اک دن سمجھ ہی جائینگی
کہتی ہین اب براوہ گو مجکو

ہای تمتو ملو رقیبون سی
اور پھر رشک بھی نہو مجکو

دیکھی سہی ہینی حسرت نواب
دوستو دوڑو تہام لو مجکو

نعش پر تم جو آتی دم بھر کو
سجدی سب کرتی میری اختر کو

دیکھ کر رنگ دین تر کو
روتی دیکھا ہی مینی اکثر کو

کبھی جاتا ہون مین خبر کر دی — کوئی میری بت ستمگر کو

ہم بھی ضد سی گلی لگا لینگی — دم بسمل تمہاری خنجر کو

نامہ بھیجا ہی ہو عطا یا رب — عمر عیسےٰ مری پیمبر کو

دیت خون ہی بس یہی کافی — میری لاشے پہ آؤ دم بھر کو

اسکو تو کوئی کچھ نہین کہتا — سب برا کہتی ہین مقدر کو

خون دل اس گھڑی نہ کم ہونا — دیکھتی ہین وہ میری بستر کو

یار ہی جب نہو تو ای واعظ — کیا کرین لیکی تیری کوثر کو

ہم ترستی ہی رہ گئی ساقی — دور مین تیری دور ساغر کو

سبکو سب کچھ ملا مگر نواب

چپ بیٹھتے ہی رہے مقدر کو

دل ہے آمادہ جانفشانی کو
کیا کروں ہائے سخت جانی کو

ڈھونڈھتا ہوں عدم میں ضد سی تری
ایک مدت سی تیری ثانی کو

حال میرا وہ سن کی کہتی ہیں
مرحبا تیری خوش بیانی کو

حکمِ توبہ سے پیشتر واعظ
دیکھ لینا مری جوانی کو

انتظارِ وصال میں کب تک
موت سی مانگوں زندگانی کو

قصہ کوتاہ بھول جانا پھر
اب تو سن لو مری کہانی کو

رشک بن کر دلِ رقیب میں ہم
آئیں گی تیری پاسبانی کو

حشر تک تو بھلا نہ سنی جاؤ
مختصر سے مری کہانی کو

عشق ہی بد بلا مگر نواب
کیا کری کوئی ناگہانی کو

کسی کی شوق میں جس دل کو انتظار نہو
تو حشر تک اوسی یارب کہین قرار نہو

عذاب حشر سی ڈرتا نہیں ہوں میں لیکن
یہی ہی خوف کہ وہ بھی فراق یار نہو

خدا سی داد میں چاہوں اگر تو کس کو
بتا تو جب تری بیداد کا شمار نہو

ہزار لطف سی پالا ہی میں نی جس دلکو
ستم ہی وہ تری فرقت میں بیقرار نہو

مزہ ہی غیر کو دو تم تو فرد وصلت
ہزار مرتبہ اور اوسکو اعتبار نہو

وہ کیونکر آئی بھلا پھر ہماری قابو میں
یہان جب اپنی ہی دل پر کچھ اختیار نہو

نہ لین وہ خون کسی بیگناہ کا سر پر
کہین وہ فرط نزاکت سی یہ بھی بار نہو

کسی کو محو دعا دیکھتا ہوں تو مجکو — یہ فکر ہوتی ہی تیرا امیدوار نہو

بلا سی گر نہیں روز وصال دنیا مین — شبِ فراق تو اللہ بار بار نہو

شہید جور و جفا کو اسی سی ہی تسکین — غضب ہی ہو تری در پر اگر مزار نہو

نہ بگڑو رشک عدو پر یہ دلمین سوچو تو — نہو جو چاہ تو پھر کچھ بھی ناگوار نہو

کہی بدی ہی رقیبونسی صاف ہم کہدین — جو ذکر غیر پر آئی وہ شرمسار نہو

نہ منع کر مجھی رونیسی اپنی محفل مین — وہ بزم کیا ہی جہان کوئی اشکبار نہو

چلی ہین عمر سی لڑنیکو آج ای نواب
نہ آئینگی کبھی جبتک کہ وار پار نہو

کیون بنایا خدا زمانی کو — ہمین کافی تھی رنج اوٹھانی کو

ہمتو رو بیٹھی اپنی جان کو ہای / مرحبا اون کی مسکرانی کو

کچھہ تسلی بھی ہوگی رنج کی ساتھ / ناز سی آئی ستانی کو

بعد وصل عدو کہان کی شرم / چھوڑ دو اب تو اس بہانی کو

وہین تابوت ہی مرا یو ای / چومتا تھا جس آستانی کو

صبر اغیار تو ہی دل مین آ / آتی ہین پھر وہ آزمانی کو

نام دشمن تو کیا مٹیا ہو / نقش تقدیر تک مٹانی کو

دیکہ تو جاتی ہین ہم ای ناصح / گلی کوچی مین خاک اڑانی کو

ابھی توبہ تھی عشق سی نواب / پھر چلی اوس سی دل لگانی کو

ردیف ہاے ہوز

نہ جای جی کبھی بھولی سی ہما کی ساتھ — وہ خاک ناز کری ای خضر خدا کی ساتھ

سوال وصل پر اوس شوخ نازنین نی جواب — دیا تو خوب بگڑ کر مگر ادا کی ساتھ

حیا تو دیکھیی نفرت ہی ایسی خلوت سی — کہ بو نہ لف بھی بھیجی ہی تو صبا کی ساتھ

مجھی تو رشک ہی دلبر کہ ہای لپٹا ہی — عجب مزی سی تری گیسوی رسا کی ساتھ

کچھ ایسی چل کی دعا مانگی ہی سوی اثر — چلی ہین لاکھون دعائین مری دعا کی ساتھ

نہ کیھی کچھ نہیین تاثیر نالۂ دل مین — اولٹ گئی ہین کلیجی مری صدا کی ساتھ

کیا ہی وعدۂ وصلت تو لیتی آنا تم — ضرور صبر کی اندازہ بھی حیا کی ساتھ

وہ پوچھتی ہین جو مطلب تو پھیلوی نواب — نکل نہ جای کہین جان مدعا کی ساتھ

ردیف یای تحتانی

پہاہی مرہم کی الگ رکہنا مری ناسور سے
انکو تو جنت ہین لونگا ہین چشم حور سے

راہِ تاثیر آہِ دشمن کو نہ سوجہی صبح تک
ہم بہت مسرور ہین اپنی شب دیجور سے

وصل تو اغیار سی ہو اور غمزی مجہہ سی ہون
اس طرح کی ناز اوٹہواو کسی مزدور سے

گریہ مستی سی میری کیا قیامت آگئی
باب توبہ جو نظر آتی ہین کچہ معمور سے

وہ نہین کہنا ترا وصلتین یاد آتا ہی ہی
لنترانی کی صدا آتی ہی جسم طور سے

ساری گوشی تر ہین ملانا ای فرشتو جیب گرین
خون کی بوندین ہماری زخم کی انگور سے

پاس سی تم اس طرح ناآشنائی کی نگاہ
اور آنکہین پیار کی پہچان لینا دور سے

گر نہ جائین بجلیان خورشید روشن پہ کہین
دیکہکر آنچل اوٹہانا ساعد پرنور سے

ہم تو مرتی ہین جسدم کی ہنسی الوچ کہو … پیار کرتی ہو بتو نکو تم بھی اس دستور سے

حشر مین ہوگا عجب وہ بھی تماشا جسگہڑی … سامنا ہوگا خدا کا اوس بت مغرور سے

شوقِ دل گہر مین نہ بیچل پر مدد کر راہ تک … دیکہہ ہی لینگی بلا سی ہم کبہیکو دور سے

بختِ دشمن کو جگا کر آپ بھی جاگی ہو تم … صاف ظاہر ہی تمہاری نرگس مخمور سے

کچہ تو صدمہ ہی جو اونکی پاس جا سکتی نہین … ورنہ ہم یون بیٹھی رہتی مدتون مجبور سے

رحم کر قربِ خصوصی دیکہ کس حسرت سی ہای … بزم مین ہم دیکھتی ہین اونکو بیٹھی دور سے

چہوڑ بیٹھی جب اوسیکو پھر گلہ دشمن سے کیا … چپ ہو نواب اب کیا حاصل اس مذکور سے

تجہ مین اگر بلا کی ہین سامان ہی ہو ی … بیٹھی ہین ہم بھی ای شبِ ہجران ابھی ہو ی

رحمت خدا کی پوچھتی پھرتی تھی حشر مین
لخت جگر سی کسکی ہین دامان بھری ہوی

مایوس ہو نہ ذبح کی دم لذت ستم
رکھی ہین پہلو مین نمکدان بھری ہوی

کیا منہ کہ مجھسی وہ مین چشم ہو رقیب
لاکھون ہین میری آنکھو مین طوفان بھری ہوی

صد حیف و سیکو چرخ نی پامال کر دیا
جس دل مین تھی جہان کی ارمان بھری ہوی

سینی کو میری چیر کی دیکھا جو بعد مرگ
دلکی جگہ تھی سیکڑون پیکان بھری ہوی

نواب مجکو ڈہی کسیکی نظر نہو
دیوانون سی ہین یار کی زندان بھری ہوی

آتا ہوا خط بت بیداد گر ملی
گویا خضر ملی جو کہین نامہ بر ملی

رولون مین اپنی حسرت دل کو ذرا اجل
فرصت دم اخیر مجھی اسقدر ملی

کیا جانی اوسکو صرف کرون مین کہان کہان
فرقت مین تیری مجکو جو کچہ بھی اثر ملے

لکھی ہین مینی نامی مین عشق کمر کی حال
ممکن نہین کسیکو مرا نامہ سے ملے

گنجایش عدو نہو تا اوسمین ای خدا
جنت بھی گر ملی تو مجھی مختصر ملے

ہستی مین تجکو پا نہین ڈھونڈین عدم مین بھی
شاید وہان ہمین شب غم کی سحر ملے

رویا یہ کون شبکو گلی مین تری جو آج
کچہ خاک مین ملی ہوی لخت جگر ملے

نواب جای تو جو خدا کی جناب مین
لانا بلای عشق وہان جسقدر ملے

پوچھتا ہی یہ مجھی گردش دوران تجھسی
کہ کسیکی بھی کبھی نکلی ہین ارمان تجھسی

خوب رو لون شب غم مین کہین خجل ہونا ہی
وصل کی رات بہت دیدہ گریان تجھسی

روز غیرون کی تصور مین پھرا کرتا ہی — کیون نہ شاکی ہون بھلا پھر تری بابت تجھسے
جذب دل خاک بھلا مانون مین احسان تیرا — نہوئی ایک بھی مشکل کبھی آسان تجھسے

یار آیا ہے نہ تو آپ مین آیا تو اب
نہوئی ہونگی نہ ہین دہر مین حیران تجھسے

مری پیر کی صدقی بجا تقدیر ہوتی ہی — کہ میری لاش اوسکی راہ مین تشہیر ہوتی ہی
کسی سی ہو لگر بھی گر کوئی تقصیر ہوتی ہی — تو میری ہی لیی اوس جرم کی تعزیر ہوتی ہی
تکلف کونسا ہی نالۂ اغیار مین یارب — کہ ایسی سنگدل کی دل مین بھی تاثیر ہوتی ہی
بنا لیتا ہی پتھر کا کلیجا جب کوئی اپنا — حکایت سختی ہجران کی تب تحریر ہوتی ہی
زمانی بھر کی حق مین ہوا جف القلم وارد — مگر میری لیی ہر دم نئی تقدیر ہوتی ہی

قیامت کو بڑہا دو ای فرشتو اور کچھ گو
کہ میری غم کی کیفیت اوسی تحریر ہوتی ہی

کرو نہین شک کس کس کی عالم مین دیکھی
بغل مین جسکی دیکھا تیری ہی تصویر ہوتی ہی

ادب سی آہین سجدی کی لیی ہا دسی کہد
کہ میری خاک سی کعبی کی اب تعمیر ہوتی ہی

خطا سرزد جو ہوتی ہی تو برسون ہتی ہی نازش
تری مجرم کو ایسی لذت تعزیر ہوتی ہی

بنایا عشق نی یوسف کو دفی ایک زندانی
مگر خواب محبت کی بہی تعبیر ہوتی ہی

تمہارا نام لیتی تو بہلا اک بات بہی ہوتی
جنازی پر مری کسو اسطی تکبیر ہوتی ہی

اوٹھایا ہی قلم پہر کاتب قدرت نی ہستی ہین
سنا ہوگا کہ تیری وصل کی تدبیر ہوتی ہی

نہین سنتا ہی کچہ نواب تیری خشمین وہ ظالم
برابر جسمی اوس سی روز ہی تقصیر ہوتی ہی

٦٧

ہوا مدہوش جس نے شکل دیکھی تیری صورت کی
مری اشک مسلسل ہین کہ لہرین آب گوہر کی

دم دعوای الفت تم جو آئینہ دکھاتے ہو
مگر کچھ فکر کر لی ہو گی دل مین میری ہمسر کی

کبھی ٹہرا کاہی پر حال کیا مخلوق کا ہوگا
ہوئی مثل شب غم گر درازی روز محشر کی

نہ اوڑ جائی کہین تاثیر انداز تکلم سے
قسم کھانا نہ بھولی سی کبھی تم میری مقدر کی

دھری رہ جائینگی چالاکیان تیری اگر دو دن
پئی وصلت جب اوس بت نے کوئی ساعت مقرر کی

جو کہتا ہون کہ میری گھر چلو تو ہنس کے کہتی ہین
نہین فرصت ذرا ابھی ہمکو اب تم راہ لو گھر کی

طواف کوی جانان مین ہین بیخود آن واعظ
خبر محشر مین مجکو بھی ملی کی حج اکبر کی

نہ دیکھو آئینہ عاشق بنوگی ورنہ تم اپنے
بڑی مشکل پڑی گی چوٹ ہی وہ بھی ابر کی

شبیہین سیکڑون کھینچی ہین تیری مصوری نے
مزہ ہوگا کھینچی تصویر گر تجھسی ستمگر کی

علاج ان وحشتوں کی ہونگی کیا اس سخت جانی میں
چبھی کی کاہیکو میری بدن میں نوک نشتر کی

بڑھا اک آن میں عمر رواں سی سو قدم آگی
مری دلسی گئی پوچھی روانی تیری خنجر کی

وفور حسرت و غم دیکھکر جوش مصیبت میں
تصور کیا پھری آنکھوں میں صورت روز محشر کی

خرام ناز ہی نی تیری بسمل کردیا ظالم
یہاں کسکو خبر ہی ای ساقی دور ساغر کی

عبث حیرت ہے ای نواب تمکو زرد چہرہ سی
ہجوم یاس میں صورت یہی دیکھی ہی اکثر کی

جس سی اوس بت نی آشنائی کی
اوسنی بھی دہر میں خدائی کی

وصل میں منہ چھپائی بیٹھی ہیں
یہ بھی اک شکل ہے جدائی کی

خاک تنکی بھی یہاں قفس میں نہیں
ہی وہاں فکر اب رہائی کی

حشر منظور تھا تو پھر یارب — دونون عالم کی کیون صفائی کی

تا ابد مرتی اوس مسیحا پہ — عمر فنی ہاے بیوفائی کی

تیری موی کمر نی سوی عدم — ناتوانون کی رہنمائی کی

میری ہی دلسی کوئی پوچھی ہای — قدر میری شکستہ پائی کی

سر تربت بھی میری طالع نی — تیری لانی مین نارسائی کی

آئینہ دیکھکر وہ چاہتی ہین — مجہ سی تعریف خودنمائی کی

تیری ابروسی ہم بھی سیکھین گی — کچہ نہ کچہ طرز کج ادائی کی

کل صفائی ہوئی تھی مدت مین — آج پھر ہے خبر لڑائی کی

وہی صیاد بن گیا اپنا — جس سی امید تھی رہائی کی

کیسی شکونکی خاک اڑاؤن مین | شکل نکلے اگر صفائی کی
سادہ لوحی تو دیکہ ہی مجھکو | تجھ سی امید آشنائی کی

وہی تواب ہو گیا کافر
دہوم تھی جسکی پارسائی کی

قضا سی کہدو یہ فرقتین اپنی رب کی لیی | کہ چاہتا ہون تجھی مین بھی شب کی شب کی لیی
دم وصال نزاکت سی تم نہ کہینچو آہ | بنی ہی یہ تو فقط مجھ سی جان بلب کی لیی
خفا تو ہوتی ہو پر یہ بھی سوچ رکھو تم | کہ دلمین صبر بھی ہی رنج بی سبب کی لیی
ستم نہ سمجھو تمہی لطف کو تو کیا سمجھون | پسند خاک ہو وہ بات جو ہو سب کی لیی
وہ خواب ناز سی جھنجلا کی چونک اٹھی ہای | لیی بھی ہم نی جو بوسی تو کس غضب کی لیی

خراب و بوالہوس و کوچہ گرد و سودائی
بہت سے نام ہین ایسے مرے لقب کی طرح

نصیب غیر ہون دشنام آپکی صد حیف
رہے بھی دل ہی مین نواب بی ادب کی طرح

سب امیدین اپنی جب روز قیامت لیگئے
بخشش حق ہم بھی تیری ملنے کی حسرت لیگئے

روز اول مل چکا تھا صبر الوبی مجھے
دیکھکر تجکو فرشتے یہ امانت لیگئے

زلزلہ برپا ہوا زیر زمین افسوس ہم
لیگئے دل قبر مین یا ایک آفت لیگئے

رشک سے دم پر بنی اسواسطے دشمن کی گھر
وقت آخر اوسکو ہم بھر عیادت لیگئے

ہای دم اوسدم نہ نکلا جب عدو کی قبر پر
تم مجھے روتے ہوئے بھر زیارت لیگئے

پوچھ میرے دلسے قدر اونکی جو تیرے سامنے
ذلتونکی واسطے سو بار عزت لیگئے

موت کو دینا بہت مشکل ہی اپنا نقد جان
ہمتو یہ بازی فقط تیری بدولت لیگئے

ضعف کی قوت بڑھی اتنی کہ وہ سونا سبے
دل مین اپنی جو رہی تھی تاب و طاقت لیگئے

آج وقت جنگ ہم قاتل ہوی لواگئے
تیری گھر سی جیب و دامن کو سلامت لیگئے

تری کوچی کی ڈالون سر پہ اپنی خاک تھوڑی سی
اسی سی خوش ہو شاید خاطر غمناک تھوڑی سی

نکالونگا اسی مدت مین کیا کیا حسرتین دل سی
گھٹی گر وصل کی شب گردش افلاک تھوڑی سی

دل مظلوم ہی مین ہتی ہی اللہ کیا ہوتا
تمنا یوہین رکھتا گر کوئی سفاک تھوڑی سی

اسی سی دیکھین تجھکو یا الٰہی فرہ ہو ہی
ہماری آنکھ محشر تک رہی نمناک تھوڑی سی

علانیہ بہت سی پی چکی ہم تو کچھ در پردی
کبھی پی لی ہی ناصح چھپکی زیر تاک تھوڑی سی

۷۳

نرالی ڈھنگ ہوتی اسکی ہر گردش مین ہوتی
فلک کی آب و گل مین عاشقونکی خاک ہوتی ہر دم

یہ دست اندازیان نواب دیکھونگے لاکھ لیکن
ہوئی گر آستین اوس جنگجو کی چاک ہو لیسی

تنہا نہ قتل کرنی کو یہ ظلم و جور ہی
مارا ہی جسنی ہمکو وہ انداز اور ہی

ای آسمان اور کہین جا کہ ابہی یان
اک بد بلا کی فتنہ گری کا یہ دور ہی

وعدہ وصال کا نہ کہین جای جس سحر شان
اقرار قتل مین تمہین کیون فکر و غور ہی

آئی ہو منہ بنای لحد پر بناو تو
کیا اب بہی دل مین کوئی تمنای جور ہی

ہی تجہسی روز موت سی نواب سامنا
نادان زیست کا یہ بہلا کوئی طور ہی

درد کی شدت ادہر دلمین ادہر پہلو مین تھی
رات کو دو طرح کی لذت مری قابو مین تھی

بہرِ تسکین دل نی لی ہی غنیمت جان کر
وہ جو وقتِ ناز کچھ جنبش تری ابرو مین تھی

قتل ہی کرتی جو مانع تھی نزاکت وصل کو
اتنی طاقت تو تمہاری ساعد و بازو مین تھی

شرم سی جا کر حنا کا رنگ ہاتہون مین چھپا
اسقدر سرخی دمِ آخر مری آنسو مین تھی

آشنای بسترِ غم اب وہی ہی ہر گہری
صورت زیبا تمہاری ہای جس پہلو مین تھی

چل نہ اترا ای صبا دم بھر لپٹ کر زلف سی
مدتون چوٹی کی خوشبو میری ہی زانو مین تھی

مجکو حیرت ہی شبِ ہجران مین کیونکر آگئی
یہ سیاہی تو فقط اوس حور کی گیسو مین تھی

ابتو اک رونگٹی مین ہو گئی جلوہ فروش
پہلی بھی شوخی تھی پر اوس نرگس جادو مین تھی

جان دیتی ہی نہی طولِ شبِ فرقت کو آج
سخت جانی مدتون سی گو مری قابو مین تھی

بیقراری کیا انھین ہوتی کسیکی جان پر | اوسکی شدت تو یہان ہر دم مری پہلو مین تھی

مرگئی نواب خلقت تجکو تڑپتا دیکھکر
جو بلا تھی ہای ظالم وہ تری آنسو مین تھی

ہای فرقت کی شب بسر نہوئی | نہوئی حشر تک سحر نہوئی
صبح محشر ہی وعدہ وصلت | کیا قیامت ہی وہ بھی گر نہوئی
قاصد اپنا خدا کی گھر پہنچا | شکر ہے یہ اوسی خبر نہوئی
یہی افسوس ہی قیامت کو | کہ یہ کیفیت اوسکی گھر نہوئی
بخت بد پر مری نصیبون سے | ہای دشمن کی بھی نظر نہوئی
دل لگی کا فراق مین کیونکر | کچہ بھی گر سوزش جگر نہوئی

گر یہ غیر کا ہوا احسان
کہ مری خاک در بدر نہوئی

وصل مین سیر کسکی دیکھو گی
بیقراری سے مجھے اگر نہوئی

ایسی لذت سی جان دیتی ہی
کہ کسیکی بھی آنکھ تر نہوئی

حسرت غیر پہ بھی رشک یہ ہی
یہ بلا میری جان پر نہوئی

غم تو میری طرف ہی کیا غم ہی
ساری دنیا اگر ادھر نہوئی

لاکھون جی سی گئے نہونی پر
شکر ہی جو تری کمر نہوئی

عیش وصلت کی ہی دعا نواب
غم مین کمبخت کیا بسر نہوئی

ہل گئی گر ہونٹھ اوسدن بھی تبسم کی لیے
حشر مین پھر کون جائی تظلم کی لیے

موت مین گنتی ہین دن یا تو بچا ای نوحہ گر
اشک حسرت تجھے بچا رکہ میری جہلم کی لیے

ضرف ہوتا ہی ہی دشمن کی ہای ہای مین
منتظر مدت سی تھی ہم جس ترحم کی لیے

اسقدر غیرون سی کیون سرگوشیان کرتی ہو تم
اک اشارہ ہی بہت میری توہم کی لیے

اپنی گردش میری اختر کہان سی آگئی
ای فلک یہ تو بنی تہی تیری انجم کی لیے

ہای کس گل کا ہون کشتہ کہ میری قبر پر
بلبلونکا زور جہگہٹ ہی ترنم کی لیے

ہی چکی ہی سب ادای خامشی ہر چند پر
صبر رکہ چہوڑا ہی پہر بہی کچہ تکلم کی لیے

تو سر اپنا فی سبیل اللہ دیدی محتسب
بادہ نوشون کو ہی خواہش خشت کی خم کی لیے

کیا ہنسی آتی ہی مجہکو حضرت نواب پر
آی ہین رو ور جنازہ اسکی تظلم کی لیے

ٹوٹی حسرت جو کبھی دل سی نکل جاتی ہی
مژدہ دیتا ہون کہ اب اور بلا آتی ہی

یاد آجاتی ہین جب وصل کی باتین دلکو
یاس کیا کیا شب غم مین مجھی تڑپاتی ہی

میری دلکو تو ہی آرام انھین سی ناصح
کیا کرون خلق اگر ان سی گھبراتی ہی

گلہ وصل عدو کیون نہ کرون مین اونسی
گو نہ مانین وہ برا آنکہ تو شرماتی ہی

روکتا ہون مین بہت دلکو مگر ناز کی وقت
منہ سی بیساختہ تعریف نکل جاتی ہی

زلف دل لیکی پھنسی دنیا کی ہی حیرت
کہ تری چہری پہ اب کیسی بل کھاتی ہی

کچہ خرابی مین نہین چھوڑتی اعدا لیکن
روز بگڑی مری تقدیر سی بن جاتی ہی

رشک ہوتا نہ مجھی تو وہ نہ دیتی دشنام
میری غیرت ہی یہ سب کچھ مجھی سنواتی ہی

حسن اوسکا نہین خالی ہی نمایش سی کبھی
جب بگڑتا ہی تو مشاطہ کی بن آتی ہی

حال نواب عبث دیکھ کی تم ہنستی ہو
کبھی ہوتا ہی جو تقدیر پلٹ جاتی ہی

حسرتین گر نکل گئین دل سی
ہو گی پھر زندگی بھی مشکل سی

ایک ہی آہ اُس کی بسمل سی
پھر گئی خلق کوئی قاتل سی

میری ہی دلسی کوئی پوچھی ہائی
چاہتا ہون اوسی مین جس دل سی

اب یہ رونق مین رہگئی تاثیر
اوٹھ گئی ہنس کی وہ بھی محفل سی

ہی دم واپسین مین جو لذت
کوئی پوچھی وہ تیری بسمل سی

شور تھا میری جان دینی پر
مرحبا کا زبان قاتل سی

آج کیا ہی جو حضرت ناصح
اوسکی در پر کھڑی ہین سائل سی

فکر ہی حسرتین نکلنی کے
آہ نکلی گی کس طرح دل سی

قیس لیلی کی سمت رخ نکری
ہنس کی جہانکی اگر وہ محمل سی

کیسی شکوی بہانہ نکلی گی
آہ تک بہی زبانِ بسمل سی

حشر کو دیکہکر یہ سمجہی ہم
خلق آتی ہی کوی قاتل سی

وہی دل خاک مین ملاتی ہی
جسکو پیدا کیا ہی مشکل سی

ایک ہی وعدۂ دروغ سی ہای
حسرتین سب نکل گئین دل سی

کیون نہو گہر مین حشر کا سامان
مجکو لاتی ہین اسکی محفل سی

تہا بہت شوق کعبہ ای نواب
پھر گئی تم تو پہلی منزل سے

تا نہ جانی اوس پری کا کوئی دیوانا مجھی
فرض ہی قبر عدو پر ایک دن جانا مجھے

وہ مجھی سمجھا رہا تھا ہی تم کیون آ گئی
جس سی لازم ہو گیا ناصح کو سمجھانا مجھے

وحشتون نی ہاتہ توڑی کیا کریگا ہای ہای
وصل کی شب ہی کسیکی زلف سلجھانا مجھے

لاکہ قصر خلد گر ملجائینگی روز جزا
یاد آئیگا یہ اپنا پھر بھی ویرانا مجھے

مرکی بھی ہرگز نہ بہولیگا کبھی تا روز حشر
ناز سی وہ ہمرہ غیر آپکا آنا مجھے

جان دون مین فرقت جانان مین تو ای دوستو
اشک حسرت عاشقونسی لیکی نہلانا مجھے

شوق سجدی کی ہی فرمایش کہ چل بھی بزم مین
رشک سی دل ڈرکی کہتا ہی نہ لیجانا مجھے

سوچ تو نواب ہاتہ آتی ہی یہ نعمت کسی
چاہیی قسمت مین خوش ہو ہو کی غم کہانا مجھے

انتظار و رشک کی یون تیغ خنجر تو نہتی
غیر پر سب کچھ سہی یہ ظلم محشر تو نہتی

کس طرح لیتا دیت ہین شاہدان خلد کو
شوخ تھی وہ بھی مگر تمسی ستمگر تو نہتی

نوچ ڈالی پنجۂ وحشت نی تو کیا ہوگیا
تار ہای جیب کچھ زلف معنبر تو نہتی

کس گنہ پر خاکسارونکو ملایا خاک مین
سخت جان تھی ایفلک پہ تیری ٹھوکر تو نہتی

فخر جب کرتا ہون ڈنی پر تو ہنسکر کہتی ہین
نالہ ہای زار مین آشوب محشر تو نہتی

کہتی ہین مرجاوگی تو ہم ملینگی حشر مین
منحصر وعدی تمہاری ہای اسپر تو نہتی

تم عبث بچتی تھی اوس صیاد کی چتونہا سی
تیر تھی نواب کچھ مژگان کی خنجر تو نہتی

جب کبھی شام فرقت آتی ہی
اک زمانی پر آفت آتی ہی

طرز رفتار بہول جاؤ تم
سنتی ہین ہم قیامت آتی ہے

عشق کی رنگ تو مجہی سی پوچہو
یون تو سبکی طبیعت آتی ہے

تہام لینا ذرا کلیجے کو
دیکہو وہ میری تربت آتی ہے

قصد گریہ نہو کہین نواب
لوگ کہتی ہین آفت آتی ہی

یا الہی فرقت جانان ہین لذت کی لیی
دل نیا ملجای مانگون جب مصیبت کے لیی

میری طالع اونکی گیسو ہین کہانسی آگئی
یہ سیاہی تو بنی تہی شام فرقت کی لیی

دوست کہون کسکو نہ ویرانکو اپنی ہین جہان
آفتین دنیا کی آتی ہین زیارت کی لیی

موت آئی کیا رقیبونکو ذرا پوچہی کوئی
آتی ہین جو آج وہ میری عیادت کے لیی

فکر تو ہرگز نہ کر درد جگر کی چارہ گر — کوئی ہمدم تو رہی دل کی فراق کی لیی

مر گیا ہون عشق مین اک حور کی اے زاہدو — چاہیی دنیا مین جنت میری تربت کی لیی

رشک ہی اگر نہ منظور خدا ہو تو آتا پھر — کیون بنا تا عشق کو وہ ساری خلقت کی لیی

میری ہی حق مین ہی صرف وصل ہی — دی ہی مانگی تھین دعائین حشر تک کی لیی

سیر ہم تمکو دکھائینگی سر محفل کبھی — مل گیا موقع اگر کوئی شرارت کی لیی

فاتحہ پڑھ لو تمہین نواب قبر غیر پر
اس جگہ پھر کون آئیگا زیارت کی لیی

متفرقات

دو ظلم بھی اوسکی نہ اوٹھائی گئی نواب — بیڑا تم اسی سہ پہ اوٹھاتی تھی وفا کا

دیگر

موت میری گڑہ کی عمر جاودانسی ہی کہ آج | مرگیا دہشت سی دشمن مجبکو بسمل دیکھکر

دیگر

جفای چرخ سی اتنا تو ہوگیا معلوم | کہ شاہدون کی سو ظلم دوست او بہی ہین

دیگر

اللہ جانی خلق کو کیا کچہ سناتی ہم | واعظ کی منہ مین ہای ہماری زبان نہین

دیگر

مرتی دم بہی یہی رہا افسوس | کس سی اوٹہین گی ناز قاتل کی

دیگر

پھلی جو کبھی ھمسی ملاقات نہوتی | تو آپ مین دل لینی کی بھی گھات نہوتی
ہوتا جو کہین روز ازل روز جدائی | تو ہوتی قیامت بھی مگر رات نہوتی

دیگر

آہ کھینچون صدمۂ فرقت سی مین کیا ذکر ہی | یہ فقط حیلہ ہی تیری رحم آنی کی لیی

قطعات تاریخ طبع

تاریخ منشی سید محمد اسمعیل حسین منیر

مطبوع کلام قبلهٔ عالم شد — سرگرم ستایشش چه زهاد چه رند

هاتف خوش گفت سال طبعش بمنیر — دیوان حسد بوجم چشم یوسف هند

۱۲۹۷

تاریخ منشی گوبند پرشاد صبا

نواب جهان کلب علیخان بهادر — اوصاف کمالش بود از نقص منزه

دیوان نوی ساخت مرتب که بخوبی — با صحف رخسار حسینان بود اشبه

بنوشت صبا مصرع سال از پی طبعش — گل کرد بهار نوی از طبع شهنشه

۱۲۹۷

تاریخ آغا علی نقی غنی